سوانح حیات

شاہزادہ قاسمؑ

مؤلفہ

آغا مہدی لکھنوی

علیکم فانھم السنۃ ان یفقہوہ رقی اذا غم قبرہ

جمعیت خدام عزا کراچی کا بیسواں ہدیہ

سوانح حیات

شاہزادۂ قاسم علیہ السلام

زبدۃ العلماء جناب مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ رضوی لکھنوی

نمبر ۱۲

ملنے کا پتہ

جمعیت خدام عزا A ۱۲۲/۱۷ فیڈرل بی ایریا ۱۹۸۲

قیمت ۵۰ پیسہ علاوہ محصول

(ایجوکیٹ)

جہاد بالقلم پر اعیانِ ملّت کی رائیں

میر امان منزل مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ
۱۲ر نومبر سنہ ۱۹۴۲ء

مکرمی جناب شیخ صاحب دامت معالیکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجھے نہایت ہی مسرّت ہوئی کہ جناب مولٰنا سیّد آغا مہدی صاحب قبلہ نے اپنی کتاب عبائر الانوار کے فیوض سے مجھے مستفیض فرمانا چاہا ہیں اون کی یادفرمائی کا بے حد ممنون ہوں آپ کی بدولت جناب مولانا کی خدمت میں میرا تعارف ہوگیا ہے اس لیے ممدوح کی خدمت میں یہ عرض کر دیں کہ اگر کبھی کسی اسلامی مسئلہ پر ادنھیں اظہار واقعات کی تکلیف دوں تو اوس پر کچھ نہ کچھ تحریر فرما کے میرے پاس ارسال فرما دیا کریں تو احسان بالائے احسان ہوگا اس تکلیف کی خاص وجہ یہ ہے کہ ایک تو مولانا وسیع النظر ہیں اور دوسرے ہم لوگوں کو ایسی کتابیں نہیں ملتیں۔

مولٰنا یہ احسان فرمائیں کہ حضرت عثمان بن علیؑ کی

سوانح عمری جب تیار ہو جائے تو وہ بھی بھیج دیں ہاں خوب یاد آیا مولانا سے آپ یہ کیوں نہ عرض کریں کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں نسخہ کیمیا کا مکمل رواج ہونے کی سعی مشکور فرمائیں

خاکسار زکی

(اطلاع) فخر ملت سردار محمد زکی صاحب مرحوم و مغفور کا یہ تاریخی خط فدائے ملت شیخ ممتاز حسین صاحب جون پوری مرحوم نے سرفراز پریس قومی گھر سے دفتر جمعیت خدام عزا میں اپنے نوٹ کے ساتھ بھیجا افسوس ہے کہ نہ لکھنے والے بہ قید حیات ہیں نہ مکتوب الیہ مگر ان کی نصیحت زندہ ہے نسخۂ کیمیا سے مراد یہ ہے کہ انسان آمدنی کے اندر اپنے خرچ کو محدود رکھے سیرت قاسمؑ اسی لائحۂ عمل کی ایک مضبوط کڑی ہے جس کے مطالعہ کے بعد آپ کو راز حقیقت معلوم ہوگا۔

سوانح حیات ہلال بن نافع پر تبصرے

شیعہ لاہور زبدۃ العلماء لسان الملۃ علامہ سید آغا مہدی صاحب لکھنوی نے شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مختصر مگر جامع و مانع سوانح عمریاں تحریر کر کے عوام سے نہ صرف ان کا تعارف کرایا ہے بلکہ ہر شہید کی شہادت سے جو سبق ملتا ہے اسے عوام کے لیے کردار و سیرت کو مضبوط بنانے کے سلسلہ میں واضح نشان دہی کر کے ابھارا ہے۔

موصوف کے تصنیفات کو ملاحظہ و معائنہ کرنے کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک مفکر و مؤرخ ہی نہیں بلکہ ایسے محقق ہیں جو علمی میدان میں ہر محاذ پر دشمن کو شکست دے سکتے ہیں۔ لاہور یکم مارچ ۱۹۶۵ء

اسد لاہور لسان الملت علامہ سید آغا مہدی صاحب قبلہ صحیح معنوں میں محقق اور مؤرخ ہیں آپ کے تالیفات ہمارے اس بیان پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لیے کافی ہیں آپ کے مضامین اخبارات میں بھی بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں اور ناظرین بڑی دلچسپی اور رغبت سے انہیں پڑھتے رہتے ہیں اس لیے یہ مضامین درحقیقت علمی اور تاریخی اعتبار سے نہایت درجہ محقق اور موثق ہیں ہلال بن نافع و حبیب بن مظاہر علیہ الرحمۃ والرضوان

کی یہ سوانح عمری ہے جو ہے تو مختصر لیکن دریا ہے جو کوزہ میں سمو دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی کتابت و طباعت ہرد و نصیب دشمناں ہونے کی شکایت کرتی ہیں پھر بھی اظہار مطالبہ میں کہیں روک ٹوک نظر نہیں آتی۔

تقریباً ڈو درجن کتب فریقین سے ماخوذ حالات اس میں جمع کیے گئے ہیں واقعات کا ربط و تسلسل اور ان میں جاذبیت پیدا کرنا مصنف کے کمال اور اقتدار قلم کی زندہ دلیلیں ہیں ضرور طلب کریں۔ ۲۶ فروری ۱۹۶۵ء

رضاکار مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی نے شہدائے کربلا کی سوانح عمریوں کے سلسلہ میں بڑا مفید کام جاری کر رکھا ہے اس سے پہلے حضرت علی اصغر ؑ، مسلم بن عقیل، حبیب بن مظاہر، زہیر بن قین، عثمان بن علی ؑ، عون بن علی ؑ، بُریر ہمدانی کے حالات پر مشتمل مجموعے شائع ہو چکے ہیں اونھوں نے نہایت کاوش محنت اور پر از خلوص جذبہ کے ماتحت لکھے ہیں جس کی تعریف نہیں ہو سکتی زیر تبصرہ کتاب میں اونھوں نے ۴۵ مشہور کتب تواریخ سے مدد لے کر اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے جہاں حوالے کی ضرورت محسوس کی ہے فٹ نوٹ میں اس کی صراحت فرمادی ہے نافع کی بزم حضرت امیر المومنینؑ میں شرف باریابی، لشکر حُر کی آمد پر ممدوح کے تاثرات عہدۂ علم داری شہادت نافع اور اسی طرح سوانح حیات ہلال ذاتی

خصوصیات میسرہ پر تقرر جنگ دونوں مجاہدوں میں فرق لفظ بجلی کی تحقیق غرض یہ کہ کتنے ہی عنوان قائم کرکے انہوں نے نہایت تحقیق سے یہ حالات لکھے ہیں یہ کتابچہ دو شہدائے کربلا کے حالات پر مشتمل ہے ان میں سے ایک ہلال بن نافع بجلی جو حضرت امام حسین ع کے صحابی تھے دوسرے نافع ابن ہلال جو حضرت امیرالمومنین ع کے صحابی تھے فاضل مؤلف نے تحقیق و تنقید کے ان تمام گوشوں کو اجاگر کیا ہے جو ابھی تک تشنۂ تحقیق و تنقید تھے زبان سادہ اور دل کش ہے۔

امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام اس کتاب کی مناسب قدر افزائی کریں گے خود بھی مطالعہ فرمائیں گے اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں گے اور احباب میں بھی اس کی افادیت کا پرزور پروپیگنڈہ کریں گے تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ مومنین کرام تک پہونچ سکے اور مولانا ممدوح نے جس خلوص اور جذبہ کے ماتحت اسے لکھا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ادب

شہدائے کربلا میں کسی کا نام زبان پر آجائے تو یہ تجزیہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ کس حیثیت سے زیادہ جاذب توجہ ہے ادارہ کی چہل سالہ جدوجہد نے بتادیا کہ فوج خدا کا ہر بطل عظیم شخصیت اور متضاد اوصاف اور محیر العقول کردار کا حامل ہے اور اُن میں بنی ہاشم کنگرۂ عرش سے بھی بلند ہیں۔

عبائر الانوار مقتل کے کم سن شہید قاسم بن الحسنؑ کی زندگانی کا عرف ایک پہلو ہے جو علمی تحقیقات اور اکتشافات کا خزانہ عامرہ ہے، اور زبدۃ العلماء مولینا سید آغا مہدی رضوی لکھنؤ کے ریسرچ میں عنان قلم چھٹی جلد تک پہونچ رہی ہے یہ مصنف کی زندگی کا سرمایہ مستقل ہے ایک سو پچاس ناقلین کی عبارتیں اور لکھنے والوں کی رجال سے توثیق بے شمار ادلۂ و براہین کے ساتھ علماء اسلام کا نظریہ کتاب کا طرۂ امتیاز ہے مصنف جس حیثیت سے بھی سامنے آئے نمایاں مقام حاصل کیا وہ تقسیم ملک سے پہلے اب تک باخبر حلقوں میں جانے پہچانے ہوئے ہیں۔

کتاب کی عظمت دیکھ کر یادش بخیر جناب مولانا سید علی الجعفری صدرالا فاضل ایم اے خراسان اسلامک سنٹر کراچی کا دل چاہا کہ اس کتاب کی جلدیں چھپنا شروع ہوں مصنف مدظلہ نے عذر کیا کہ اگر یہ عظیم کام شروع ہوتا ہے تو دوسرے اہم کام رک جائیں گے آخر میں طے پایا کہ اس موضوع پر جو ۳ مقالہ محرم نمبروں میں شائع ہوئے ہیں کم ازکم وہ یک جا ہو جائیں بڑی مشکل میں جرائد سے نقلیں حاصل کرکے دفتر میں پہونچائیں مگر افسوس موت کے پر اسرار چنگل سے وہ بچ نہ سکے اور اپنی خوب صورت یادیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے سو گئے اصلیں دیانت کے ساتھ واپس ہوئیں جس میں صرف ایک صفحہ کا اضافہ کرکے شہدائے کربلا کی سوانح حیات میں جگہ دینے کے اسلوب پر شائع کرنا ہے اور یہ خدمت دین علامہ جعفری مرحوم کی آرزوؤں کا گہرا عکس ہے۔

تصور کی پرچھائیوں سے تیرہ سو برس پہلے کی حقیقت کا مطالعہ چاند کے سفر سے کم نہیں ہے ماضی کے دریچے کھلے ہوئے ہیں ذہن کی پرواز افق اعلیٰ سے فیض پاکر روح کو جھنجھوڑتی ہے اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے یا لیتنی کنت معکم۔

سید منظور امام زیدی

صدر شعبۂ نشر و اشاعت

۱۵ر جمادی الاول ۱۳۸۹ھ

باسمہ سُبحانہٗ

آغاز کلام

شہزادۂ قاسمؑ شیرِ خدا اور فاطمہ زہرا کے پوتے حسن مجتبیٰؑ کے لال حسینؑ کے چہیتے بھتیجے تھے جن سے بات کرنے میں مظلوم کربلا کا لب و لہجہ یہ ہوتا تھا "فداک عمك" ساری دنیا و ایمان اور خود ہمارے امامؑ تو حضرت ابی عبداللہ پر اپنی جانیں نثار کریں مگر وہ جانِ برادر سے تخاطب میں فرمائیں۔ تجھ پر چچا[1] فدا ہو۔

پیدائش

بقول شاہ محمد حسن صابری چشتی[2] ۲۸ شعبان روز یک شنبہ وقت دوپہر مدینہ میں ولادت ہوئی بچپن میں باپ کا سایہ سر سے اٹھا اور انکو اپنے جدِ رسول اللہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ بھی[3] نہ ملی جنازہ پر تیر پڑے ممکن ہے کہ کم سنی کی وجہ سے مظلوم باپ

---

[1] بحار الانوار مدینۃ المعاجز ناسخ التواریخ [2] آئینہ تصوف ص۴۲۵ طبع رام پور

[3] تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۹۷ و مقاتل الطالبین صفحہ ۷۵

کی صورت بھی یاد نہ ہو۔ بازو پر جو تعویذ وقت آخر باندھا تھا اوس کی حفاظت کا ہمہ وقت خیال رہا۔

چچا کے سایہ میں پرورش پا رہے تھے کہ واقعہ کربلا ظہور میں آیا اور اپنی عمر کی پندرہ بہاریں بھی دیکھنے نہ پائے تھے کہ سرکار حسینی سے غیرفانی عزتوں کے بعد اون پر قربان ہو گئے ساتویں محرم کی مہندی اونہیں کی یادگار ہے۔

آنچہ جانِ عاشقان از دست ہجرت می کشد[۱]
کس ندیدہ جز کشتگان کربلا
(حافظ)

یادش بخیر میرے کڑیل جوان بیٹے مولوی سید محمد ہادی فقیہ مرحوم کو بھی موضوع بحث سے خاص دل چسپی تھی پہلا مقالہ اونہیں کے ہاتھ کا نقل کیا ہوا ہے اور وہ اپنی دستخط میں نام کے بعد آل صاحب العبائر لکھتے تھے اون کے ناشاد و نامراد اس دنیا سے اوٹھنے پر کتابچہ کا اجر و ثواب اون کی روح کو بھیجتا ہوں اللّٰھم تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔ (مصنف)

---

[۱] دیوان حافظ صفحہ ۱۱ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ ۱۳۱۰ھ

(۱)

قاسم بن حسن علیہ السلام

دشت نینوا میں غمدیدہ یتیم

قرآنی جوہروں سے عزت افزائی کی ہوائیں

امکانات سرافرازی

سُبحانک یا عاصم تعالیت یا قاسم اجرنا من النّار
(دعائے مجیر)

علامہ سید آغا مہدی صاحب کراچی

گرمی کا موسم عرب کی دھوپ ساحل فرات کی تپتی ہوئی زمین فضا میں گرد و غبار محیط ہونے سے اگر تمازت آفتاب میں کچھ کمی ہو بھی جاتی ہے تو اٹھتے ہوئے بگولے لوں جنگل کی شہر کے تربیت یافتہ بچوں کے دل ہلا دینے کے لیے کافی ہے عرب کے ظالم اور خوں خوار ستم شعار سپاہیوں

کا کوفہ و شام سے سمٹ آنا فتح کی توقع پر بہیمانہ حرکات انعام اور جائزہ کے انتظار اور بخشش کی امیدوں میں جابجا مشق ظلم طاغوتیت اور مادیت کا وہ اجماع تھا جس کی مثال چشم فلک آج اور صرف آج دیکھ رہی تھی اَلاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْراً کربلا کی زمین پر مجسمہ بن کر ہویدا ہے ڈھالوں کی کالی کالی گھٹائیں تلواروں کی بجلیاں چمک رہی ہیں کمانوں کی کڑک بزدلوں کے حواس باختہ کیے ہوئے ہے اور صاعقہ تیغ سے آنکھیں چکاچوند ہو جاتی ہیں پرچہ نویس اور خبر رساں لوط بن یحیی اور حمید بن مسلم ایسے اپنی جانوں کو اسی طرح بچا رہے ہیں جیسے بخیل اپنی دولت بچاتا ہے اور کنجوس کو پیسہ عزیز ہوتا ہے عرب کی وہ کہاوت العسکر ابناء السلطان سپاہی تو بالکل بادشاہ کا بیٹا اپنے کو تصور کرتا ہے ان کی چیرہ دستی سے آپس میں پھوٹ پڑ جانے کا اندیشہ ہے کچھ سن رسیدہ اور جہاں دیدہ غزوات بدر و اُحد و صفین و جمل میں لڑنے والے دور سے انقلاب زمانہ دیکھ کر اُن آئین جنگ کو یاد کرتے ہیں جو محمدؐ وآل محمدؐ نے سپاہ ایمان کو سمجھائے تھے اس مادی لشکر کے محاذ ہیں جس کی لمبان اور چوڑان پر ابھی تک کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہوتی بجز اس کے کہ آخری صف دشمن نخیلہ تک تھی اور فوج خدا کی خبریں ابن زیاد تک ہاتھوں ہاتھ پہونچتی تھیں اور باطل میں بے پناہ تنظیم تھی جس کا نمونہ صفین و جمل کے اتحاد سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا ابوسفیان کے بنیادی

عزائم جو تین پشت تک زیر غور رہے وہ آج پورے ہوئے تھے ادھر مادیت کا یہ
فروغ ادھر روحانیت کا وہ کمال بوڑھے نوجوان بچہ ملکی اور غیر ملکی مرد عورت
غلام آزاد سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے یاد خدا میں نہ دشمن کی اکثریت
سد راہ ہوئی نہ پانی بند کرنے میں دشمن کامیاب ہوا ولولۂ جنگ آناً فاناً بڑھتا
جا رہا ہے عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے والے سواد لشکر کو معشوق نازک اندام
کی سیاہ اور پر پیچ زلفوں سے زیادہ سے زیادہ دیدہ زیب تصور کرتے ہوئے
شوق دید میں آگے بڑھ رہے ہیں آب فرات کی عارضی چمک دمک کو تر دتسنیم
وسلسبیل کے چھلکتے ہوئے ساغر کی یاد میں ہیچ ہے وہ حق کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور
ایسے پاک باطن ہیں کہ دین کے فروغ کو مقصد اولین سمجھتے اور حق وانصاف کو
پنجۂ ظلم سے چھڑانا چاہتے ہیں اور موت کو بلا مبالغہ شہد سے شیریں سمجھتے ہیں
اس فہرست میں شہزادۂ قاسمؑ کی جگہ ہے اور امام زادہ یتیم یادگار برادر
حسینؑ خوب صورت خوش سیرت کم سنی سے اذن جہاد حاصل ہونے میں
مایوس دنیائے ناپائیدار سے بیزار آخرت پر کامل ایمان رکھنے والا حیاتِ
ابدی کے تصور میں چند روزہ عمر کو خیر باد کہہ دینے پر تیار لقائے الٰہی کا شوق
گناہوں سے خود بھی پاک اور باپ معصوم دادا معصوم دادی معصومہ چچا
معصوم عصمت کے ماحول میں پرورش پانے والا ان کے کنبہ کے سوا کہیں اور بھی
کوئی ہے ؟ جس خاندان کی سیرت آئین مذہب تھی جس کا عمل قرآن تھا

اگر اس کا باب فضائل وسیع ہوتا جائے تو ہمیں کیا عذر ہے اقرار فضیلت میں ہمیں جو لذت محسوس ہوتی ہے وہ انکار منقبت کے جرم سے پاک بھی کرتی ہے۔

قرآن حکیم میں واقعات کربلا پر اشارات ہیں مقطعات میں دشتِ نینوا کا اجمال ہے عورت میں فطرتاً سوگواری کا جذبہ بھی بہ نسبت مرد کے نمایاں ہوتا ہے اس لیے بظاہر سورۂ مریم کا افتتاح غم آگین حروف سے ہوا۔

اور لسان قدرت نے حضرت زکریا کے گھر میں صف ماتم قائم کی ان نصوص کے علاوہ بھی کچھ رجحانات ہیں چند امکانات ہیں یا آل محمدؐ کے اختیارات ہیں جسے اگر وہ عمل میں لائیں تو مجبور نہیں ہیں تعاون کا دروازہ کھلا ہوا ہے یتیم پروری اگر ہو تو کیا تعجب قرآن مجید کا مشورہ ہے کہ قاسم کی عزت افزائی کی جائے یسئلونك عن الیتامی قل اصلاح لهم خیر وان تخالطوهم فاخوانکم (سورۂ بقر پارہ ۲ رکوع ۱۱)

اے پیغمبرؐ آپ سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر تم ان سے متحد ہو کر رہو تو وہ تمھارے برادر ملّی ہیں اس آیہ کی تفسیر میں حسب ذیل جلیل ترین مفسرین فریقین نے کم و بیش جو مطلب تسلیم کیا ہے وہ یہ ہے المخالطة مفاعلة من الخلط وهو الامتزاج

والمعنی فی الماکل فیجعل نفقۃ الیتیم مع نفقۃ عیالہ او المصاھرۃ فان کان الیتیم غلاما زوجہ ابنتہ او جاریۃ زوجھا ابنہ مخالطہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے معنے آپس میں ایک دوسرے سے ملنے کے ہیں آیت کا مفہوم یہ ہے کہ یتیموں کا خورد و نوش اپنے عیال کے ساتھ قرار دو اور دوسرے معنے امتزاج کے مصاہرت کے ہیں اگر یتیم لڑکا ہے تو اس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دو اور اگر لڑکی ہے تو اپنے بیٹے سے بیاہ دو۔

(۱) تفسیر البحر المحیط نوشتہ اثیر الدین ابی عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف ابن حیان اندلسی ۷۵۴ھ جلد ۱ ص ۱۶۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ مکتبہ ریاست رام پور۔

(۲) تفسیر غرائب القرآن از حسن بن محمد قمی نیشاپوری۔

(۳) تفسیر سراج منیر خطیب شربینی جلد ۱ ص ۱۴۳۔

(۴) تفسیر انوار التنزیل از ابو الخیر ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی بیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ ص ۳۲۹ طبع مصر ۱۳۱۷ھ۔

(۵) تفسیر کشاف زمخشری ص ۶۶ مکتبہ ممتاز العلماء لکھنؤ۔

(۶) تفسیر علامہ ابی سعود بر حواشی تفسیر مفاتیح الغیب علامہ رازی چاپ مصر جلد ۱ ص ۳۳۶ مکتبہ رام پور۔

(۷) تفسیر روح البیان فاضل بروسوی چھاپ مصر ص ۳۴۳۔

(۸) تفسیر جمع الجوامع طبرسی علیہ الرحمہ مخطوطات مکتبہ ممتاز العلماء لکھنؤ ص۳۶ ۔

(۹) تفسیر لوامع التنزیل وسواطع التاویل مولانا سید ابوالقاسم قمی لاہوری المتوفی سنہ ۱۳۲۵ھ
جلد ۲ ص۴۶۶ طبع لاہور سنہ ۱۳۰۳ھ

از شیعہ لاہور جلد ۱۴ نمبر ۱۰ یکم محرم سنہ ۱۳۸۳ھ ص۱۱ لاہور

تائید مطلوب میں ایک تفسیری نوٹ کافی تھا چہ جائیکہ فریقین کی ۹ عدد تفسیروں سے اثبات روایت عقد قاسم اس روایت پر گذشتہ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں اخبار اہل حدیث امرتسر نے بھی اظہار تعجب کیا تھا میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے مرکز تبلیغ کے آرگن کا مدیر تھا تصحیح خیالات کیلئے میں نے دنیا کو بتایا تھا کہ مہندی عزاداری کا جزو اعظم اور حضرت عباسؑ کے علم حسینؑ کی ضریح آٹھویں کی حاضری کی طرح جدید چیز نہیں ہے مشترکہ رسم ہے چنانچہ مولوی محمد قطب الدین بن یحییٰ نے اپنے شیخ پیر حضرت عبدالقادر جیلانی کی مہندی کا شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا ہے (دیکھو تحفۃ الزوجین ص۲۵)

کراچی میں خواجہ عثمان ہارونی کا عرس مبارک ۸ فروری کو غیبی آستانہ محبت نگر ملیر سوسائٹی میں منایا جاتا ہے اور بعد نماز عصر مہندی کا جلوس نکلتا ہے دیکھو اخبار جنگ ۸ فروری سنہ ۱۹۶۵ء - اسے مہندی کی طرح مہندی قاسم علیہ السلام بھی عقیدت مندوں کا مظاہرہ غم ہے۔ جو تفاسیر ماخذ قرار دیئے ہیں ان میں صرف ۲ تفسیریں فرقہ امامیہ کی ہیں باقی علماء اسلام کی مقبول عام تفاسیر ہیں جو اسلامی لائبریریوں میں موجود ہیں۔

(۲)

قاسم بن حسن علیہ السلام

چند حقیقتیں ۔ چند روایتیں
شبہات کی تلخیوں میں یقین کی حلاوت

علامہ سید آغا مہدی کراچی

گذشتہ نمبر میں شہزادہ کے امکاناتِ فضل و شرف پر بحث کی تھی موضوع وسیع ہے اور اس نمبر میں پھر اسی زریں سلسلہ کی ایک سنہری کڑی پیش کرنا ہے یزیدیت کے بُت پر پھول چڑھانے والے حقائق و معارف میں تشکیک و شبہات پیدا کرتے رہیں اور اپنے نزدیک حسینیت کو کم زور کر کے شادیانہ بجائیں ہم کو انکار کا تصور بھی نہیں فتح کا سہرا ہمیشہ حق کے سر رہتا ہے اس لیے

۱۸

احکام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی روشنی میں نظر کرنا ہے فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ وسنتی فما وافق کتاب اللہ وسنتی فخذوا بہ وما خالف کتاب اللہ وسنتی فلا تاخذ وبہ جب تمہارے سامنے کوئی حدیث آئے تو اوس کو اللہ کی کتاب اور میری سنت پر پیش کرو جو قرآن اور میری سنت کے مطابق ہو اوس کو لو اور جو مخالف ہو اوس کو نہ لو حسینؑ ورثہ دار انبیاؑ ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں اور اسلام کے سب سے بڑے اور مشہور محدث ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل **بخاری** المتوفی سنہ ۲۵۶ھ اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں نے بصد محبت نواسہ کی شان میں فرمایا ۔ حسینؑ[1] مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں ۔" اس حدیث کی روشنی میں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جو نواسہ کا کردار ہے وہی نانا کی سیرت ہے مگر ہم سنت رسولؐ کے سایہ میں قصص انبیاؑ کی روشنی میں حسینؑ کے عمل سے عوام کو متعارف کرتے ہیں خواص تو پہلے ہی جانتے ہیں کہ ان حضرات کا ارشاد ہے امرنا[2] صعبٌ مستصعب ہمارے معاملات بہت ہی سخت ہیں اس کا تحمل یا فرشتہ کر سکتا ہے یا اوس مومن کو جس کے دل کا امتحان ہو چکا ہو حسینؑ اور قرآن بڑا طویل موضوع ہے

(۱)

سورۂ کہف کو مظلوم کربلا سے ایک قسم کا تعلق ہے جس کو روایت

---

۱ ادب المفرد ص ۱ طبع قاہرہ سنہ ۱۳۷۵ھ ۲ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۳ طبع اسلامبول

منہال بن عمر میں ابن عساکر کے حوالے سے عبید اللہ بن مظاہر جلال نے نقل کیا ہے [۵۳]

لہذا سورۂ کہف کا نام آنے پر حسینیت کا تصور ہونا یقینی ہے

(۲)

اس کے بعد سورہ والفجر اصطلاح امامیہ میں امام حسینؑ کا سورہ کہا جاتا ہے اور ایک جم غفیر مفسرین کا اس حقیقت کو زیر نقاب نہیں رکھ سکا کہ دس راتوں سے مراد عشرۂ محرم ہے یا فجر دہم محرم ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی بھی اس قول کو اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں دہہ اول محرم است کہ ایام کربت شہداء است وثواب بے حساب صبر و رنج در راہ خدا کشیدہ اند بارواح مقدس آنہا دراں دہہ نازل می شود

(ترجمہ) محرم کے دس دن شہدائے کربلا کی سختیوں کے دن ہیں جو انہوں نے راہِ خدا میں برداشت کی ہیں اور ان کے بدلے خدا ان پر رحمتیں لاتعداد نازل کرتا ہے دیکھو

(۱) تفسیر عزیزی فارسی صفحہ ۲۰۵ طبع مطبع حیدری بمبئی ۱۸۷۳ء

(۲) تاریخ الامم والملوک ابو جریر طبری ج ۲ صفحہ ۲۵۳ مصر

(۳) جامع البیان فی تفسیر القرآن طبری مذکور صفحہ ۹۲ طبع مصر

---

۵۳ الکواکب المضیہ فی فضائل العلویہ ص ۳۴۲۔

(۴) در منثور سیوطی ج ۶ ص۳۲۶

(۵) مفاتیح الغیب رازی

(۶) الجامع لاحکام القرآن قرطبی ج ۲۰ ص۳۹

(۷) تفسیر ابن کثیر شامی ص۴۲

(۸) لباب التنزیل جلد چہارم ص۳۹۳

(۹) تاریخ ابن عساکر ج ۱ ص۲۵

(۱۰) سواطع الالہام فیضی ص۱۱۷ نول کشور۔

(۱۱) غالیۃ المواعظ ج ۱ ص۸۵ نعمان آفندی آلوسی زادہ طبع مصر

(۳)

سورۂ مریم قرآن کا شارٹ ہینڈ ہے اور ــــ کٓہٰیٰعٓصٓ واقعہ کربلا پر وہ اشارات ہیں جس کو بارویں امامؑ نے : پے در پے بیان کیا اور ہر امام تاویل میں خاموش تھا حتیٰ کہ جب امام حسینؑ سے اس کے معانی پوچھے تو آپ نے مستفسر سے فرمایا کہ اگر میں تفسیر بیان کروں تو تو سطح آب پر گام زن ہو۔[۱]

(۴)

سورۂ یوسفؑ جس کو عام طور پر حُسن و عشق کی داستان خیال کیا جاتا ہے یہ سورہ

---

[۱] ینابیع المودۃ ص۴۰۶ د ۴۶۰ طبع اسلامبول

سرکارؐ دو عالم پر اس وقت نازل ہوا جب دونوں نواسوں کی آپ کو خبر شہادت دی گئی (دیکھو روضۃ الشہداء کاشفی ص۲۵ طبع نول کشور لکھنؤ) اس سورہ میں کیا ہے فلسفۂ گریہ، بحث فراق۔ خوف۔ ظلم۔ گفتگوئے اسیری۔ عظمتِ امتحان۔ مجرم کی توبہ۔ تعبیر خواب۔ اخوت اور خاندان رسالت میں شادی و غم سوتیلے بھائیوں کی بے وفائی وغیرہ وغیرہ ــــــ

یہ تمام حقائق شہادت عظمیٰ کی تمہید اور ذبح عظیم کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں اور قرآن حکیم ہی کی روشنی میں مختلف پہلوؤں سے عروسی قاسمؑ کا جواز پایا جاتا ہے۔

——(۱)——

جب حضرت یوسفؑ تخت نشین ہوئے اور ان کا سگا بھائی سامنے آیا اور حضرت یوسفؑ کو معلوم ہوا کہ اس کی تو شادی بھی ہو چکی ہے تو نبی زادہ کی حیرت کی کوئی حد نہ تھی اچنبھا ہوا اور بھائی سے پوچھا کہ میری جدائی کے (جاں کاہ) صدمہ میں تم شادی پر راضی کیوں ہوئے۔؟ " بھائی نے عرض کیا باپ کے حکم سے مجبور تھا مگر سنیئے تو میں نے اولادیں ایک کا نام بھیڑیا اور ایک کا نام خون اور ایک کا نام قمیص رکھا ہے تاکہ بچھڑے بھائی کو کبھی نہ بھولوں معلوم ہوا کہ غم میں شادی سیرت انبیاء ہے اور باپ کا حکم غم زدہ بیٹے کو دولھا بنادے تو یہ فعل خلاف عقل نہیں رہتا۔

——(۲)——

موسیٰ و خضر کی سیرت سے بھی امام حسینؑ مجاز معلوم ہوتے ہیں قرآن حکیم

ہیں ہے کہ خضرؑ نے نئی ناؤ کو توڑ دیا فقط اس لیے کہ اوس زمانے کا ظالم بادشاہ نئی کشتیاں غصب کرلیتا تھا چنانچہ خود حضرت خضر کہتے ہیں

اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبھا وکان ورائھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا

اسی طرح کنواری لڑکی کا نکاح کرکے اوس کو بیوہ بنادینا بھی حسینی سیرت ہے جو کسی مصلحت کی تحت میں ہے یزید نے جب مدینہ کو تاراج کیا تو مورخ سیوطی کی تحریر کی بناء پر ایک ہزار دوشیزہ[1] لڑکیوں کی عصمت دری کی تحفظِ ناموس کے سلسلہ میں ایک ناکتخدا لڑکی کا عقد کردینا اس لیے کہ بیوہ سے ارباب عیش وعشرت کو فطرتاً کراہت ہوتی ہے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے اور شادی قاسمؑ کا ایک رازیہ بھی ہوسکتا ہے کہ صاحبزادی کی عصمت بچانا مطلوب ہو کسی مزید ظلم وستم کی نوبت نہ آئے یہ سورۂ کہف کی آیت ہے وہی سورۂ کہف جو سراہ شام میں سر امام مظلومؑ نے پڑھا اور اصحاب رسولؐ اور عام مسلمانوں نے سنا

(ناسخ التواریخ ص۳۳۲ ج ۶ طبع بمبئی)

---

[1] تاریخ الخلفا ص۱۴۲ واتحاف ص۲۲

۳

حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت کو امام محمد باقر صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ایک حدیث میں جس کے راویوں کے نام مسلسل ہیں یوں ظاہر کیا ہے کہ

آپ کی بزم میں انسان اور فرشتے دونوں حاضر رہتے تھے صحبت نبیؑ میں ایک نوجوان کو موت کے فرشتہ نے نظر بھر کر دیکھا اور رحم دل خلیفۂ خدا نے نظر تند کا سبب پوچھا عرض کیا آج کے ساتویں دن اس جوان کی قبض روح کا مجھے حکم ہوا ہے مزاج الوہیت کو اس کے نبیؑ کے سوا کون سمجھ سکتا ہے جوان کی خبر بد نے رحم نواز معصومؑ کا دل تڑپا دیا پوچھا تو شادی شدہ ہے عرض کیا نہیں فرمایا اکابر بنی اسرائیل میں سے فلاں شخص سے پیام دے اور کہہ کہ داؤدؑ نے حکم دیا ہے اپنی لڑکی کا عقد میرے ساتھ کر دے جوان نے داؤد کا حکم پہونچایا پدر دختر نے سر تسلیم خم کیا اور آنے والے جوان کے ساتھ لڑکی بیاہ دی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس ساتویں دن آنا مقررہ وقت پر نوجوان آیا اور فرحت و انبساط کا اظہار کیا دن بھر حاضر خدمت رہا اور داؤدؑ نے

اُس کو پھر دوسرے بار حاضر ہونے کا حکم دیا دُوبارہ آیا اور وہ روز بھی خیریت سے گذر گیا

داؤدؑ نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم نے نہیں کہا تھا کہ ساتویں دن اس کی قبض رُوح ہوگی

ملک الموت نے جواب دیا کہ آپ نے اس پر رحم کیا تو خداوند عالم نے بھی رحم کیا اور تیس برس اس کی عمر میں بڑھا دیے ——— ملاحظہ ہو

(۱) بشارات غیبیہ و سعادات لاریبیہ ص۸

(۲) مجالس المتقین از شہید برغانی علیہ الرحمہ ص۱۷

یہ ہے کردار ارباب عصمت جس کے بعد ہم کو نکتہ چینی کا حق نہیں رہتا موت کے اشتیاق میں قاسمؑ کا تڑپتا ہوا دل اشک ریز متورم آنکھیں۔ چاند کی کرنوں سے دھلا ہوا منہ غنچہ دہن بھتیجا اس قابل نہیں ہے کہ رحم پرور امام کو زندگی مطلوب ہو اور وہ چاہیں کہ شادی کے بعد قاسمؑ کی جان بچ جائے اور زندگانی نو کا آغاز ہو یہ لائحۂ عمل حسینی سیاست کی ایک مزید تائید ہے اصحاب کو بیعت سے آزاد کرکے چاہا کہ ساتھ چھوڑ دیں مگر کوئی نہ گیا زہیر بن قین امامؑ کی محبت میں بی بی کو طلاق دے کر شامل ہوئے حسینؑ نے جان برادر کا نکاح کرکے دنیا کو دکھا دیا کہ قاسم اب بھی ساتھ چھوڑ دیں امکانات کی جھلکیاں پیدا ہو رہی ہیں اور حسینیت کا چہرہ چمکتا

جا رہا ہے امامؑ کی دامادی وہ بڑی فضیلت ہے جس کا انکار سیرت حسینؑ پر ویسی ضرب ہے جو منکرین نے حضرت امیرالمومنین ؑ کے داماد رسولؐ ہونے میں دوسرے نام پیش کر کے فضیلت کو بنی امیہ تک پہونچانا چاہا روایت عروسی کا انکار فضیلت کی زد پر آتا ہے۔

(۴)

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہے کہ طالوت نے جب دشمن خدا جالوت کے مقابلے کا ارادہ کیا تو اپنی فوج سے وعدہ کیا تھا کہ جو شخص جالوت کا سر لائے وہ ½ سلطنت اور دامادی شاہ کا حقدار ہوگا۔

طالوت وہی تاجور ہے جس کی حکومت کا قرآن حکیم میں اعلان ہے حضرت داؤد نے اوس بدبخت کو قتل کیا اس مقام پر تاریخ کے اصل الفاظ یہ ہیں قال له ادفع الحق بنتك فزوجه داؤد نے طالوت سے کہا اب مجھے اپنی صاحب زادی سپرد کیجئے اور طالوت نے (حسب وعدہ) لڑکی کی شادی اون کے ساتھ کردی۔

(عرائس المجالس ص۱۰ طبع مصر ۱۳۲۴ھ)

اس حرب و ضرب کا قرآن حکیم میں بھی ذکر ہے اس معیار کے سامنے

بہ مفاد لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا عمرو بن عبد وداور مرحب کے قاتل ہونے سے حضرت امیرؑ کو دامادی رسولؐ کا حق تھا تو فیصلہ قارئین کرام کے عقل و دماغ پر ہے قاسم بن حسنؑ کو ازرق شامی کے قتل کے بعد اگر دامادی کا حق پہونچتا ہو تو آپ فیصلہ کریں قاسمؑ نے ازرق کے علاوہ طریحی اور سید ہاشم بحرینی اور فاضل موسوی وغیرہ کی تحریر کے مطابق اس پہلوان کو بھی قتل کیا ہے جس کو ہزار سواروں کے مقابل سمجھا جاتا تھا یہ ازرق کے علاوہ ایک نبرد آزما تھا جو صاحبان دلا حدیث کلما کان فی بنی اسرائیل یکون فی ھٰذہ الامۃ کو صحیح سمجھتے ہیں جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا وہ اس امت میں بھی ہوگا (کنز العمال جلد ۶ ص۲۰)
نتیجہ آپ نکالیں حالات آپ کے سامنے ہیں رجحانات و اشارات ضبط تحریر میں آچکے۔

مہندی کی مخالفت میں قلم فرسائی آسان شئی نہیں ہے ہم ہر قوم کو اوس کے عملیات میں آزاد دیکھنا چاہتے ہیں ہمارے گوشت و خون سے پیدا ہونے والے جذبات جب تھک جاتے ہیں تو عزاداری انجکشن کا کام کرتی ہے ہم سال بھر تُو تُو مَیں مَیں سے جب پست ہو جاتے ہیں تو محرم کا اتحاد ہم کو گرتے ہوئے روک لیتا ہے فضا کی اُداسی

ہم کو چاق بناتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔

فلسفۂ عزاداری ہے کہ حوریں صف بستہ ہیں ملائک سر جھکائے خاموش شہادت حسین ع پر کائنات کا پر غور سکون ہر ذرہ پر مستولی ہے اور ذرہ ہائے نوحہ دشیون پر سب گواہ ہیں قاسم سے تعزیت ہماری زندگی کا اہم پہلو ہے مجلس ہماری تدبیر منزل کا غم آفریں نمونہ اور مہندی کا جلوس ہمارے شہری حقوق کا استعمال ہے۔

اگر شہادت حسینؑ پر نینوا کی بستی میں اکتفا ہوتی تو ہم جلوس نہ نکالتے کیوں اہل حرم کو عراق کے عاصمہ (پایۂ تخت) کوفہ میں لایا گیا کیوں سید سجاد روحی فداہ کو اسیر کر کے یزید کی راجدھانی دمشق میں لایا گیا۔

(شیعہ لاہور ص۱۵۹ ۱۳۸۴ھ)

۳

تعلیماتِ کربلا

معاشی ترقی میں امام حسینؑ کا عملی اقدام

شاہزادۂ قاسمؑ اور عیسیٰؑ بن مریمؑ

زبدۃ العلماء مولانا السید آغا مہدی مجتہد

واقعۂ کربلا کے تعلیمات میں انتہائی سادگی اور معاشرہ میں
اقتصادی درس بھی حاصل ہوتا ہے جب مصیبت کے پہاڑ ٹکرا رہے
تھے غم کی بجلیاں چمک رہی تھیں اندوہ و الم کے بادل اُمنڈ آئے تھے

اوس وقت خود بھی نمونۂ عمل بن کر درس دیا، شکر کا طریقہ جتایا، توکل کی تصویر کشی کی اور دیکھا کہ قوم زیادہ سے زیادہ شادی بیاہ میں طمطراق سے کام لیتی ہے اور آئین شرع غلط پابندیوں کا جال ہو جاتا ہے۔ جس سے اسراف کے ساتھ ساتھ دولھا دولہن والے مدت تک نہیں نکلتے اس لیے بیٹی کی شادی بھی اسی ہجوم آلام میں کی تاکہ دنیا رسم و رواج کا پابند نہ سمجھے خدا ہدایت کرے یاران طریقت کو جنھوں نے اس خالص ایجاب و قبول میں استبعاد عقلی کا عذر پیش کیا اور کبھی سند طلب کی الحمد للہ کہ اس خادم دین نے گزشتہ دو سال کے مقالات "شیعہ" لاہور میں حقیقت کو بے نقاب کیا اور آخری شبہہ کو اس نمبر کے لیے اوٹھا رکھا اور یہ کہنا بھی واقعات سے بے خبری اور وسعت نظر سے کام نہ لینے کی وجہ ہے مخالف کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ امام حسین عؑ کے دو ہی صاحبزادیاں تھیں ایک حسن مثنیٰ آپ کے بھتیجہ کو منسوب اور دوسری کم سن ناقابل تزویج فاطمہ و سکینہ میں دختران امام عؑ کا انحصار تھا حقیقت امر یہ ہے کہ علماء و مورخین اور سیرت نگار طبقہ میں ایک جم غفیر دو صاحبزادیوں سے زیادہ کا بھی قائل ہے اور امکانات وقوع باقی رہتے ہیں رجحانات میں کوئی طاقت سد راہ نہیں واقعات سے انکار بڑی

جرأت ہے اور سرکارِ حسینی میں بڑے ادب سے قدم بڑھانا چاہئے

وہ اہلِ علم اور مصنفین جو دو بیٹیوں سے زیادہ قرار دیتے ہیں

اون کی مختصر فہرست یہ ہے۔۔۔ ــــــــــــــ

(۱) ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن نصر بن خشاب بغدادی صاحبِ کتاب الموالید جن کی وفات ۵۰۵ھ میں ہوئی۔

(۲) زین الدین محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی سروی صاحب مناقب آل ابی طالبؑ المتوفی فی ۵۵۸ھ

(۳) کمال الدین ابو سالم قاضی محمد بن طلحہ شافعی صاحبِ مطالب السؤول جن کی وفات ۵۶۲ھ

(۴) محیی الدین احمد بن عبد اللہ ابن محمد طبری مکی صاحب ذخائر العقبیٰ وفات ۶۹۴ھ

(۵) بہاؤ الدین ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن فخر الدین ابی الفتح معروف با بن فخر اربلی صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ

(۶) نور الدین علی بن محمد بن احمد المعروف با بن صباغ مالکی صاحبِ فصول مہمہ وفات ۸۸۵ھ

(۷) ملا محمود طریحی۔

(۸) شہاب الدین احمد بن عبد القادر عجیلی شافعی بکری مؤلف ذخیرۃ المآل فی شرح عقد جواہر الآل۔

(۹) علامہ احمد بن محمد مقدس اردبیلی وفات ۹۹۳ھ صاحب حدیقۃ الشیعہ۔

(۱۰) ضامن بن شدقم مؤلف تحفۃ الازہار و زلال الانہار (یہ کتاب مکتبۂ سید رد نجف اشرف میں موجود ہے۔

(۱۱) شیخ جمال الدین طاہر بن عبد الرحمن اہدل

(۱۲) شیخ عبد اللہ بن محمد عامر شبراوی شافعی ۱۱۵۴ھ کے بعد وفات پائی کتاب کا نام اتحاف بحب الاشراف ہے۔

(۱۳) شیخ حسن البدوی الحمزاوی یہ عالم ۱۱۸۵ھ تک زندہ تھے کتاب کا نام مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار ہے۔

(۱۴) شیخ محمد علی الصبان صاحب اسعاف الراغبین جن کی وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔

(۱۵) ارشد الدولہ رشید الملک مرزا محمد حسن صاحب المقاصد

(۱۶) صدیق بن حسن بن علی صوفی صاحب تشریف البشر در احوال ائمہ اثنی عشر۔

(۱۷) محمد رضا بن محمد خاتون آبادی صاحب جنات الخلود

(۱۸) مولوی انوارالرحمن صاحب تاریخ النبیؐ و آلال

(۱۹) شیخ مومن شبلنجی صاحب نورالابصار وفات سنہ ۱۲۹۰ھ

(۲۰) فاضل محمد طاہر حنفی مترجم روضۃ الاصفیاء

(۲۱) محمد باقر بن عبدالکریم دہدشتی مؤلف دمعہ ساکبہ

(۲۲) فرہاد بن ولی عہد عباس مؤلف قمقام زخار

(۲۳) حکیم سید ظفر مہدی مؤلف نخبۃ الاخبار

(۲۴) علامہ ابوالقاسم قمی لاہوری مؤلف سیادۃ السادہ وفات سنہ ۱۳۲۴ھ

(۲۵) ہاشم علی رضوی مؤلف مراۃ البلاد

(۲۶) علامہ سید محسن الامین العاملی وفات سنہ ۱۳۵۹ھ صنف مجالس سنیہ

(۲۷) علی جلال حسینی مصری مؤلف الحسینؑ

یہ وہ مسلم الثبوت مؤلفین و مصنفین ہیں جو امام حسینؑ کے دو صاحبزادیوں سے زیادہ قول کو اختیار کرتے ہیں اس اکثریت میں چند محدود خیال افراد کا یہ کہنا کہ امام کے صرف دو صاحب زادیاں تھیں قابل لحاظ نہیں اب تو وقت کے دریچہ سے ماضی کا پردہ اٹھ گیا اور امکان پیدا ہوا کہ روایت عقد قاسمؑ صحیح ہو سکتی ہے اور اس سادی تقریب نے اس طبقہ کے لیے راہ عمل مقرر کر دی جو حسینؑ کو قابل پیروی سمجھتا ہے: اسراف سے بچو۔ رسم کے جال میں نہ پھنسو: فضول خرچی سے بچتے ہوئے دیکھو کہ نفس عقد

کیونکہ خاموشی سے انجام پا جاتا ہے۔ قاسمؑ کی شادی آفتاب
کی عالمگیر روشنی سے بھی محروم تھی اس لیے کہ سورج کو گہن لگنے والا
تھا یہ عروسی مہتاب کی نقرئی چاندنی سے بھی خالی ہے قمر کو خسوف
ہونے والا ہے آنسوؤں کی بارش میں بہ ظاہر عونؑ و عباسؑ
دو چچاؤں نے عقد پڑھا روایت میں ان کی طلبی کا خصوصی ذکر ہے
قاسمؑ نے تہذیب کو نیا رنگ بخشا نیا اعزاز عطا کیا اگر تاریخ کی
اس موڑ کو دیکھ کر کوئی یہی یہ کہے کہ یہاں تو مسرت ڈھکیل دی گئی
منحوس تاروں کے چھاؤں میں دلہن بیاہ کر آئی تقدیر قاسم سیاہ ہے
حدنگاہ تک غم والم و ماتم نظر آتا ہے رسولؐ ترولیدہ مو فاطمہؑ
چاک گریباں فضا میں جنوں کے قبائل ملائکہ اور انبیاء کی صفیں
سب سراپا غم سرزمین عرب کو انسانی خون سے دھلتا دیکھ رہے ہیں
شہداء اسی حی علی سر مبارک کی مسحور کن آواز پر لہو میں
نہائے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں نیلگوں آسمان پر آہوں کے بادل
گرد و غبار کے آوارہ لگے مصیبت کے ہمہ گیر ہونے پر گواہ ہیں ہوا جو
ساری کائنات کو زندگی بخشتی ہے آہنی اور فولادی ہتھیاروں کو
چھوتی ہوئی پیاسوں کی طرف آرہی ہے جو پیام موت ہے۔
اس تلاطم میں عقل مجسم حسینؑ کے رویہ پر کوئی ناک بھوں

چڑھا تا تو وفادار بھتیجہ نے خیمہ میں پکار کر کہہ دیا میرا دامن چھوڑ دو ہماری شادی اب قیامت پر اوٹھ رہی ادنّ عنہ سنا اخرنا ہ الی الآخرہ اصل لفظیں مقاتل کی یہی ہیں جو موازنہ کرتی ہیں حضرت عیسیٰؑ بن مریم سے۔

مسیح ؑ کا شادی نہ کرنا انجیل کی خشکی اور اداسی اوس وقت دور ہو گی جب عیسیٰؑ بروز قیامت دولھا بنیں گے اون کا ولیمہ صدہا برس کی مدت تک میزبان قدرت کے ہاتھ سے ہو گا احادیث گواہ ہیں مستقبل کی اس تزدیج پر ابن حسنؑ کی عروسی بھی آخرت میں ہو گی شاہزادہ خود اقرار کرتا ہے۔

قاسم نوشاہ! عاشقان اقتدار حسینی آپ کے رشتہ کے انکار پر رنجیدہ تھے دلیل و برہان نے سرکار امام میں اون کو سرخرو کیا یالیتنا کنا معکم فافوز فوزاً عظیما

نظارہ ابوالفضل العباس نمبر لکھنؤ

۲۸ را پریل ۱۹۶۸ء

اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

مجلداتِ عبقات الانوار کی تکمیل میں عمائدِ ملت کا ہاتھ

پہلی دو جلدیں طبع ہونے پر شیعی دنیائے اطراف و جوانب سے تہنیت کے خطوط اعیانِ ملت کی جانب سے ہمت افزائی کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا افریقہ سے الحاج ملا محمد جعفر شریف دیوجی نے دل بڑھایا کاٹھیاوار سے مرحوم حاجی غلام علی صاحب مدیر راہ نجات نے جمادی الاول ۱۳۶۲ھ کے رسالہ میں اس موضوع کی کتابوں کے گجراتی زبان میں ترجمہ کا وعدہ کیا حضرت شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ بانی مدرسۃ الواعظین لکھنؤ نے بجائے تقریظ لکھنے کے مثبتین میں اپنا نام نامی دیا اور یہی قلمی خدمت دین ادارت الواعظ تفویض ہونے کا سبب ہوئی جو تقریباً سولہ سال بڑی کامیابی سے انجام پائی اور نصرت دین کا یہ سلسلہ ہجرت سے قطع ہوا۔

کوئی وجہ نہ تھی کہ اعاظمِ ملت کے تعاون پر خاموش رہا جاتا اور قدرت کو بھی یہ منظور تھا کہ شواہد و براہین میں اضافہ ہو لکھنؤ یونیورسٹی الندوہ جلالی ضلع علی گڑھ کا کتب خانہ کتب خانۂ ریاست رام پور مکتبۂ آصفیہ حیدر آباد دکن اور نواب رسالدار جنگ بہادر مرحوم دیکھنے کی نوبت آئی مصر سے خط آیا۔

استلمنا مجلدی عبقات الانوار المهدی من حضرتکم

لدار التقریب بین المذاهب الاسلامیہ حفظہ بالمکتبۃ ونحن
نشکرکم علی ھذہ الھدیہ ونسئال اللہ سبحانہ تعالی ان
یجزیکم خیر الجزآء والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۷ صفر ۱۳۶۸ھ

مختصر رسید میں جس انداز سے مکتوب لیہ نے قلم اٹھایا وہ ارباب ادب پر چھپا
نہیں ہے پہلی جلد میں مکتبۂ جد اعلیٰ ممتاز العلماء جنت مآبؒ سے حرمان کا شکوہ کرچکا تھا اور وہ
تدوین دوران مقدمہ میں نشر ہوئی اسی بناء پر دوسری جلد کے زیر تصنیف[۱] نے پرخان بہادر
مولوی سید مہدی[۱] حسن صاحب رضوی مرحوم سکرٹیری وقف نے خواہش کی کہ جو شکایت صفحہ
قرطاس پر آچکی ہے ازبسکہ حالات کی تبدیلی میں وہ اب باقی نہیں لہٰذا اخبار سرفراز میں
اس کا اظہار ہونا ضروری ہے میں نے اون کی تجویز کو صمیم قلب سے پسند کیا اور یہ تحریر اون
کے دفتر سے براہ راست مدیر سرفراز کو روانہ ہو کر قومی آرگن میں شائع ہوئی
وھو ھذا

میں نے عبالکرالا نوار ۱۳۴۲ھ میں ۲۰ سال قبل تالیف کی اور حضرت

---

[۱] سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب سلمہ کے تازہ خط سے جو آج موصول ہوا ہے واضح ہوا کہ
ادارہ نے شخصیات پر جو کچھ شائع کیا ہے اوس میں تذکرۃ المتقین ص۸۲ پر خان بہادر صاحب مرحوم
کا سنہ وفات جو درج ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہے اونکی وفات ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ ہے جو جناب خبیر
مرحوم کے اس مصرعہ سے واضح ہے ؎ خلد مسکن مولوی مہدی حسن بجر کمال

قدوۃ العلماء رطاب ثراہ کے حکم سے اون کے پریس مطبع عماد الاسلام سے ۱۱ جزو چھپے دیباچہ کتاب میں میں نے کتابیں دستیاب نہ ہونے کی پرزور شکایت کی تھی الحمد للہ اب مجھے وہ مشکلات نہیں ہیں اور جناب خان بہادر مولوی سید مہدی حسن صاحب رضوی سکریٹری وقف مدرسۃ العالیہ کی توجہ سے حضرت ممتاز العلماء کے کتب خانہ سے مجھے مطالعہ کا موقع ملتا ہے اور میں ممدوح کا متشکر ہوں ۔ آغا مہدی (اخبار سرفراز مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۳ء)

خان بہادر صاحب مرحوم کی اس خدمت دین سے دلچسپی یا رجحان طبع کا یہ نمونہ تھا جو پوری قوم نے دیکھا اونکی حیثیت ایک عالم دین کی تھی اور جناب صدر المحققین مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مرحوم و مغفور نے مقدمہ وقف ہوگلی (کلکتہ) اپنے اظہار میں اونکو ارشد تلامذہ اور زمرہ علماء میں شمار کیا ہے اون کا یہ اقدام عبقات کی تکمیل میں مستحسن تعاون تھا اور میرے سامنے پورا کتب خانہ مدتوں رہا۔ عبقات عالیات کے آخری سفر نجف اشرف میں علم ہوا کہ حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ الشیخ محمد محسن الشہیر بالشیخ آغا بزرگ الطہرانی ادام اللہ ظلالہ نے اپنے کتاب ذریعہ ج ۵ ص پر کتاب کا ذکر کیا اور میرے وہاں حاضر ہونے پر جناب کی علم افروز صحبت میں متعدد علماء و محققین تشریف رکھتے تھے اور تذکرہ براہین کے ساتھ جناب آغا کی راہنمائی سے مطالعہ علم انساب کا موقع ملا اور مکتبہ سید علیہ الرحمہ سے بات ہی کے نذر کرتا چند در نجف اور ہائے اب میرے سامنے مخطوطات کی بہتات ہند و بیرون ہند کی لاتعداد کتابیں سامنے تھیں اور تہی دستی کا زمانہ گذر گیا تھا۔

ہاں خوب یاد آیا مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے کتب خانے سے سب سے زیادہ فیض یاب ہوا اور مخطوطات

بھی دیکھے جب پانچویں جلد لکھنے والا تھا اوس وقت ملک کے سب سے بڑے ادارۂ تبلیغ کے سرپرست

راجہ صاحب محمود آباد باالقابہ نے اپنے الطاف قدیمانہ و مراحم دیرینہ سے یوں تعاون فرمایا :-

رئیس ادارہ الواعظ جناب مولانا آغا مہدی صاحب قبلہ کو مخطوطات مدرسۂ عالیہ

کے دیکھنے کی اجازت دی جاتی ہے ان کتب کو کتب خانہ میں بیٹھکر ملاحظہ فرما سکتے ہیں

محمد امیر احمد ۲۱ دسمبر ۱۹۵۳ء

ممدوح ایک فعال ہستی اور ہمہ وقت نصرت دین میں مصروف ہیں اونکو ساری قوم کا اعتماد حاصل ہے اور میں ان کا نام نامی ہمیشہ سرفہرست علماء لکھتا ہوں ان مقتدر ہستیوں کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے ادارہ کی پیش کش بڑا میا چند صفحات بچ گئے تھے اس لیے ناچیز مصنف نے اپنے مزید تاثرات پیش کئے اور جملہ افراد قوم کو اس کمی پر متوجہ کرتا ہوں کہ دوسرے فرقوں نے شخصیات پر کوئی لیڈر باقی نہ رہا جس کے حال نہ لکھے ہوں اپنے مقدس پیروں کی لائف صاحبان مزار کی سوانح عمریں بزرگان دین کی زندگی سے دنیا کو آگاہ کیا اور ہم شہدائے کربلا کی سیرت کو بھی تاحال پیش نہیں کرسکے ۔

اس طرف بھی تمہیں لازم ہے لگا ہے گا ہے
دم بہ دم لحظہ بہ لحظہ نہیں گا ہے گا ہے

جمعیت خدام عزا کی مقبول عام کتابیں

واقعہ کربلا پر تصانیف

۱ عجائب الانوار جلد اول — ختم
۲ عجائب الانوار جلد دوم — "
۳ سکینہؑ بنت الحسینؑ — "
۴۔۵۔۶ العطش ہر سہ حصص — "
۷۔ سید الشہداءؑ از مولوی عبد الشکور — "
۸ حسینؑ و مذہب — "
۹ عاشورۂ محرم رد نواصب — "
۱۰ راز شہادت — "
۱۱ بہتر شہید — "
۱۲ دفن شہداء — "
۱۳ سوانحعمری حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ — "
۱۴ سوانحعمری مسلم بن عوسجہ — "
۱۵ سوانحعمری زہیر بن قین طبع دوم — ختم
۱۶ " عثمان بن علیؑ — "
۱۷ " حضرت علی اصغرؑ — ۲۰ پیسہ
۱۸ " عون بن علیؑ طبع سوم — ۵۰ پیسہ
۱۹ " حبیب بن مظاہر طبع دوم — ۵۰ پیسہ
۲۰ " بریر ہمدانی " — ۷۵ پیسہ
۲۱ " یزید بن زیاد کندی " — ۵۰ پیسہ
۲۲ " ہلال بن نافع بجلی " — ۵۰ پیسہ

سوانح ائمہ طاہرین علیہم السلام

۲۳ الصادقؑ حال امام ششم — بلا قیمت
۲۴ الکاظمؑ سوانح امام ہفتم — ختم
۲۵ سوانح امام ہشتم الرضاؑ — "
۲۶ " امام نہم التقیؑ الجواد — "
۲۷ " امام دہم النقی الہادی — "
۲۸ تا ۳۱ " امام یازدہم العسکری ہر چہار حصص — "

ملنے کا پتہ :- محفوظ بک ڈپو امام باڑہ مارٹن روڈ کراچی ۵ احمد بک ڈپو شاہ کربلا رضویہ کالونی کراچی

۳۲ سوانحعمری امام دوازدہم الحجتؑ ختم

علم کلام

۳۳ علیؑ و کعبہ طبع دوئم ایکروپیہ ۲۵ پیسہ

۳۴ ازواج نبیؐ ختم

۳۵ حصول اسلام کی حقیقت ″

۳۶ تاریخ شیعہ کا خونچکاں ورق

۳۷ ہر دو حصہ ″

۳۸ محاسن ۵۰ پیسہ

۳۹ براق نبویؐ ختم

عملیات

۴۰ نور کا تڑکا شرح دعاء صباح ختم

۴۱ مناجات داؤد ختم

۴۲ مستند حدیث کساء (۲ اڈیشن) ″

۴۳ تسبیح فاطمہؑ طبع دوئم ۵۰ پیسہ

سوانح

علماء شیعہ

۴۴ سوانح حضرت غفرانمآبؒ ۵۰ پیسہ

۴۵ ″ ″ سلطان العلماء ۵ روپیہ

۴۶ ″ ″ فردوس مکاںؒ ۵۰ پیسہ

۴۷ تذکرۃ المتقین ختم

محصول ڈاک علاوہ اور ذمہ خریدار رہیگا

دریافت طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذوری سمجھے گا

تاجروں کو کمیشن حاضر ہے

المشتہر: سکریٹری جمعیت خدام ۱۱ ۱۶/۲ النجف لے ۱۴۲/۱۲ رحیم آباد فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

یکم اگست ۱۹۶۹ء

مصنف کی اقتدار میں نماز مغربین کا منظر